JOURNAL OF ISLAMIC CIVILIZATION ANDCULTURE(JICC)

Volume 6, Issue 2 (July-December, 2023)
ISSN (Print):2707-689X, ISSN (Online) 2707-6903
Issue: https://www.ahbabtrust.org/ojs/index.php/jicc/issue/view/14
URL: https://www.ahbabtrust.org/ojs/index.php/jicc/article/view/191
Article DOI: https://doi.org/10.46896/jicc.v4i02.191

Title **Allama Suyuti and his book "Zhar al-Ruba": Introduction and Method**

Author (s): Dr. Asma, Hafiz Ameer, Dr. Hafiz Jamshed Akhtar

Received on: **29 January, 2023**
Accepted on: **26 November, 2023**
Published on: **25 December, 2023**

Citation: DR Asma, Hafiz Ameer, Dr. Hafiz Jamshed Akhtar," **Allama Suyuti and his book "Zhar al-Ruba": Introduction and Method," JICC: 6 no, 2 (2023)1-16**

Publisher: Al-Ahbab Turst Islamabad

Click here for more

علامہ سیوطیؒ اوران کی کتاب "زھر الربیٰ ": تعارف و منہج

Allama Suyuti and his book "Zhar al-Ruba": Introduction and Method

**DR Asma Bibi*
***Hafiz Ameer Hamza*
****Dr. Hafiz Jamshed Akhtar*

Abstract

The great Muhaddith Ahmad bin Shoaib Al-Nasa'i (died 303 AH), who was born in Nisa region of Khorasan, wrote a book on the subject of Hadith, which is counted among Sihah Sita. Imam Suyuti (died 911 AH) is also considered, he wrote a footnote on the famous book Sunan al-Nasa'i, which is known as Zahr al-Ruba. This footnote is printed along with the text of Sunan al-Nasa'i, a large book in the religion Institutions curriculum. The style and method of this footnote is discussed in the following topic.

Keyword: *Zahr al-Ruba, Sunan al-Nasa'I, Imam Suyuti*

امام ابو عبد الرحمن نسائیؒ کی کتاب "سنن النسائی "کو صحاح ستہ میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔"سنن نسائی "کے زمانہ تالیف سے لے کر عصر حاضر تک اس عظیم الشان کتاب کی مختلف مناہج واسلوب میں متعدد شروحات اور حواشی تحریر کیے گئے۔ان تحقیقی کاموں میں علامہ سیوطیؒ کی شرح "زہر الربی علی المجتبی "انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔زیر نظر مضمون میں اس شرح کے منہج واسلوب اور خصوصیات کو بیان کیا گیا ہے:

امام نسائیؒ کا مختصر تعارف:

آپ کا مکمل نام "احمد بن شعیب بن علی الخراسانی النسائی "ہے۔آپ خراسان کے شہر "نسا "میں 215ھ میں پیدا ہوئے،اسی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کو نسائی کہا جاتا ہے۔امام نسائی نے خراسان، حجاز، مصر، عراق ، جزیرہ اور شام وغیرہ کی طرف علمی اسفار کیے اور مشاہیر سے حدیث کا سماع کیا، پھر مصر کو اپنا وطن بنا لیا،اور " زقاق

*Ph.D Scholor, Department of Islamic Studies, Sargodha University, Sargodha, Punjab, Pakistan
**Ph.D Scholor, Department of Islamic Studies, Sargodha University, Sargodha, Punjab, Pakistan

***Lecturer, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Punjab, Pakistan

القندیل" میں مقیم ہوگئے جو امراء کی آبادی تھی اور ہر لحاظ سے پر رونق محلہ تھا۔امام نسائی کا اصل فن تو علم حدیث تھا اور اس کی بدولت انہیں غیر معمولی شہرت و مقبولیت حاصل ہوتی لیکن اس کے علاوہ دوسرے علوم دینیہ سے بھی بیگانہ نہ تھے۔ فن قرآن، تفسیر اور فقہ اور استنباط مسائل میں ان کو غیر معمولی نظر و نصیرت حاصل تھی، بلکہ علم حدیث ہی کی طرح ان کے زمانہ میں اس فن میں بھی ان کا کوئی ہمسر نہ تھا۔ امام نسائی نے 13 صفر بروز دوشنبہ تین سو تین 303ھ میں وفات پائی۔[1]

علامہ سیوطیؒ کے مختصر حالات زندگی:

آپ کی کنیت ابوالفضل، لقب جلال الدین اور نام "عبدالرحمٰن بن الکمال الاسیوطی، الشافعی" ہے۔آپ کی ولادت یکم رجب 849ھ بروز اتوار بعد نماز مغرب ہوئی۔اُسیوط کی طرف نسبت سے آپ "اسیوطی" مشہور ہوئے۔ بچپن ہی سے سیوطی پر ذہانت و فطانت کے آثار نمایاں تھے، آپ ابھی آٹھ سال کے ہی تھے کہ قرآن کریم حفظ کرلیا، اس کے بعد **العمدة، المنهاج الفقهي، المنهاج الاصولي،** اور **الفيه ابن مالك** حفظ کرکے 864ھ میں باقاعدہ طور پر حصول علم میں مشغول ہوگئے اور اپنے دور کے اکثر ماہرین فن سے پڑھا، سُنا اور ان کی خدمت میں کافی عرصہ گزارا۔866ھ کی ابتداء میں آپ کو تدریس لغت عربی کی اجازت ملی اور اسی سال آپ نے تصنیف و تالیف کا آغاز کیا۔871ھ میں آپ کو فتویٰ دینے اور عام علوم کی تدریس کی اجازت ملی۔ 871ھ کی ابتداء میں آپ نے پہلا فتویٰ لکھا اور 872ھ میں آپ نے املاء حدیث کی مجلس منعقد کی۔آپ نے طلب علم کے لئے **شام، حجاز، یمن، ہند، مغرب، بلاد، تکرور** اور **المحلة، الدمیاط** اور **الفیوم** وغیرہ کا طویل سفر اختیار کیا۔آپ حج کی سعادت سے بھی فیض یاب ہوئے۔زمزم پیتے وقت آپ نے کئی دعائیں کیں۔ان میں سے ایک دعا یہ تھی، کہ اللہ مجھے علم حدیث میں حافظ ابن حجر عسقلانی اور فقہ میں اپنے استاد شیخ سراج الدین بلقینی کے مرتبہ تک پہنچائے۔اللہ تعالیٰ نے علامہ سیوطیؒ کی عمر اور وقت میں برکت فرمائی اور آپ نے ہر فن کے متعلق ایک یا ایک سے زائد کتابیں تصنیف کیں، بعض کتابوں میں تو آپ کا انداز منفرد اور انوکھا ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے 19 جمادی الاولیٰ 911ھ جمعہ کی رات کو وفات پائی اور نماز جنازہ جمعہ کے بعد الروضہ کی **"جامع الشيخ احمد اباريقي"** میں علامہ شعرانیؒ نے پڑھائی، اس کے بعد بہت سے لوگوں نے مصر العتیقہ کی

جامع جدید میں دوبارہ نماز جنازہ پڑھی۔ آپ سات روز تک بائیں بازو کے شدید ورم میں مبتلا رہے۔ بوقت وفات آپ کی عمر اکسٹھ (61) سال، دس ماہ اور اٹھارہ روز تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وفات کے وقت آپ نے سورۃ یٰسین کی خود تلاوت کی۔ آپ قاہرہ میں حوش قوصون (جسے عامۃ الناس **"کیسون"** کہتے ہیں) میں دفن کئے گئے۔[2]

خدمت حدیث:

اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں، کہ جس طرح امتِ محمدیہ نے قرآن کی حفاظت کے لیے تن من دھن کی قربانی دی۔ اس سے بھی بڑھ کر احادیث رسول کی حفاظت کی ہے۔ اس سلسلے میں کسی قسم کی بے احتیاطی نہیں کی گئی، کیونکہ حدیث ہی ہمیں قرآن تک پہنچاتی ہے۔ رسول اکرم کی ذاتِ اقدس سے اس علم کو ہم تک پہنچانے کا ذریعہ صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین ہیں، ان حضرات کو حضورِ اقدس کے ساتھ جتنی محبت وعقیدت تھی، یہ کسی سے مخفی نہیں ہے اور دین سمجھنے کا جتنا شغف اور ذوق ان کو تھا شاید ہی کسی کو ہو۔ ہر دور کے علماء نے اپنی وسعت و طاقت کے بقدر خدمت حدیث میں حصہ لیا ہے۔ علم حدیث کے خدام میں علامہ سیوطیؒ اپنی تالیفات کی وجہ سے ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ اس مضمون میں علامہ سیوطیؒ کی سنن النسائی پر لکھی جانے والی شرح "زھر الربی علی المجتبی" کے منہج واسلوب کو درج ذیل سطور میں بیان کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

ا۔ تراجم رواۃ میں تلفظ کی وضاحت:

علامہ سیوطیؒ اپنی شرح میں احادیث کی تشریح کرتے وقت راوی کے نام کی وضاحت کرتے وقت تلفظ کی بھی وضاحت فرماتے ہیں، اور اعراب بھی بیان کرتے ہیں، جیسے کتاب ادب القضاء کی حدیث الاستعاذہ من شرما صنع وذكر الاختلاف على عبد الله بن بريده فيه" میں ہے:

اخبرنا عمر بن على قال حد ثنا يزيد وهو ابن ذريع قال حد ثنا حسين المعلم عن عبد الله بن بريده عن بشر بن كعب عن شداد بن اوس عن النبى قال ان سيد الاستغفار۔۔۔الخ

اس حدیث کی سند میں ایک راوی "بشیر بن کعب" آئے ہیں ان کے نام کی وضاحت میں فرماتے ہیں: "بشیر" ب پر پیش اور ش پر زبر ہے۔ بضم الموحده وفتح المعجمة۔[3]

۲۔ راوی کا اجمالی تعارف:

علامہ سیوطیؒ راوی کے حالات بیان کرتے وقت نہ صرف اسمِ راوی کی وضاحت کرتے ہیں، بلکہ حالات و کردار پر بھی روشنی ڈالتے ہیں، چنانچہ "کتاب ا لنکاح" کے باب" رضاع الکبیر "میں فرماتے ہیں:

عن عائشه ان جدامة بنت وهب حد ثتها ان رسول ﷺ قال لقد هممت ان انهى عن الغيلة۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں، کہ ان سے جدامۃ بنت وھب نے بیان کیا کہ بے شک آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا کہ ان کو غیلہ سے منع کر دوں۔

اس حدیث میں "جدامة بنت وهب "راویہ ہیں ان کے حالات بیان کرتے ہوئے علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں:

اختلف فيها هل هى بالدال المهملةام بالذال المعجمة والصحيح بالمهملة والجيم المضمومة بلا خلاف قال القرطبى هى جدامة بنت جندل هاجرت[4]

اس بات میں اختلاف ہے، کہ کیا یہ (نام) دال کے ساتھ ہے، یا ذال کے ساتھ۔اور بغیر اختلاف درست بات یہ ہے کہ دال مہملہ اور جیم مضمومۃ کے ساتھ ہے اور علامہ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ وہ جدامۃ بنت جندل ہیں، اس نے ہجرت کی اور کہتے ہیں کہ محدثین نے ان کے بارے میں کہاہے کہ وہ جدامہ بنت وھب ہے اور نووی کہتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ وہ جدامۃ بنت وھب الاسدیۃ ہیں، اور عکاشہ بن محصن کی ماں کی طرف سے بہن ہیں۔

مندرجہ بالا بیان میں علامہ سیوطیؒ نے نہ صرف راویہ کے نام کی اعرابی وضاحت کی، بلکہ علماء کے اقوال سے راوی کے نام کے بارے میں مختلف اقوال نقل کئے اور فرماتے ہیں کہ وہ ہجرت کرنے والی ہیں اور اسدی قبیلہ سے ہیں۔امام نووی کا قول ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اصل میں وہ جدامہ بنت وھب الاسدیہ ہیں اور عکاشہ بن محصن کی ماں شریک بہن ہیں۔[5]

۳۔راوی کے نام ونسب کی وضاحت:

علامہ سیوطیؒ حدیث کے راوی کے نام نسب، بیٹے اور وجہ کنیت کی بھی وضاحت کرتے ہیں اور بیٹے کے صحابی ہونے کا ذکر کرتے ہیں، جیسا کہ کتاب الزکاۃ کی حدیث ہے:

اخبرنا قتيبه قال حد ثنا الليث عن بكيرعن بسربن سعد عن ابن الساعدى المالكى [6]

اس میں ابن الساعدی المالکی کے نام کے بارے میں تصریح کرتے ہوئے سیوطی لکھتے ہیں:

كما فى الرواية الاخرى واسمه قدامة وانما قيل له سعدى لانه استرضع فى بنى سعد بن بكر و اما الساعدى فلا يعرف له وجه و ابنه عبد الله من الصحابة وهو قريشى عامرى مكى من بنى لوى

جیسا کہ دوسری روایت میں ان کا نام قدامہ ا آیا ہے اوران کو سعدی اس لئے کہا جاتا ہے، کہ انہوں نے قبیلہ بنو سعد

بن بکر میں رضاعت پائی اور ساعدی نام ہونے کی وجہ معلوم نہیں ہے اور ان کے بیٹے کا نام عبد اللہ ہے، جو صحابی ہیں اور وہ قریشی، عامری مکی ہیں اور قبیلہ بنی لوی سے تعلق ہے۔

اس وضاحت میں مؤلف راوی کے نام کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کے نام کے بارے میں متعدد قول ہیں، بعض نے کہا کہ ان کا نام قدامہ ہے، بعض نے کہا عمر ہے اور بعض نے کہا ہے کہ چونکہ انہوں نے قبیلہ بنو سعد بن بکر میں پرورش پائی، اس لیے سعدی کہلاتے ہیں۔اس کے علاوہ تراجم کے ذکر میں کنیت کی وجہ تسمیہ، نسب، اور خاندان اور بیٹے کا نام اور صحابی ہونے کی بھی وضاحت فرماتے ہیں۔

تبصرہ :

اگرچہ علامہ سیوطیؒ حدیث کی تشریح کرتے ہوئے سند میں مذکور رواۃ کے تراجم میں نام کی وضاحت میں نہ صرف لغت کا سہارا لیتے ہیں، بلکہ گرائمر یعنی صرف و نحو کے حوالے سے بھی اسماء کی تحقیق کرتے ہیں اور اس ضمن میں اسماء کے ابواب اور اعراب کا بالخصوص ذکر کرتے ہیں ۔اسماء رواۃ کی وضاحت میں دیگر کتب اور پیش رو شارحین کے اقوال سے بھی مدد لیتے ہیں۔راوی کے حالات زندگی بھی بیان کرتے ہیں، اسکے تحت راوی کی وفات کا تذکرہ کرتے ہیں تو کبھی ہجرت وغیرہ کے متعلق تفصیل بیان کرتے ہیں، اور علاقہ اور قبیلہ کے متعلق بھی وضاحت کرتے ہیں اور راوی کے نام و نسب، کنیت کی وجہ تسمیہ اور صحابی ہونے کی بھی وضاحت کرتے ہیں۔ راوی کی امتیازی خصوصیات جیسے ہجرت، جہاد اور اسلام لانے کی کیفیات کا بیان کہ قدیم الاسلام ہونے کا تذکرہ بھی کرتے ہیں ۔وفات کے متعلق بھی ذکر کرتے ہیں۔ لیکن انہوں نے اس اسلوب کو بہت کم جگہ پر اپنایا ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ سنن نسائی کے رواۃ کے بارے میں اسی اسلوب کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک جامع کام کیا جائے تاکہ جو تشنگی باقی ہے اس کی تکمیل کی جاسکے۔

۴۔زہر الربی اور جرح وتعدیل میں منہج:

علومِ حدیث میں علم جرح وتعدیل کا بڑا حصہ ہے، علامہ صالح الرفاعی کی تعریف کے مطابق علم جرح وتعدیل اس علم کو کہا جاتا ہے جس میں حدث کے راویوں کی جرح وتعدیل مخصوص الفاظ کے ساتھ کی جاتی ہے۔[7]
اس علم کی وجہ سے ہی ہم حدیث کو پرکھ سکتے ہیں، اور رواۃ کا صحیح پتہ چلا سکتے ہیں۔ رواۃ کی جانچ پرکھ سے ہم احادیث پر متواتر، شاذ، صحیح، حسن، غریب، منکر، موضوع وغیرہ کا حکم لگا کر احکام کا پتہ چلا سکتے ہیں۔ محدثین کی محنت شاقہ سے اصول جرح وتعدیل وضع ہوئے، بعد میں بعض دیگر علوم میں بھی انہی اصولوں کو مدِ نظر رکھا گیا۔ اس علم کی اہمیت کے بارے میں علامہ سفیان ثوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ:

الاسناد سلاح المو من اذ لم يكن معه سلاح فبای شئ يقاتل۔[8]
سند مومن کا ہتھیار ہے اگر اس کے پاس ہتھیار نہیں ہوگا، تو پھر وہ کس چیز سے لڑائی کرے گا۔

"زہر الربی" میں جرح وتعدیل کے حوالے سے مختلف اسلوب سامنے آتے ہیں۔ علامہ سیوطیؒ راوی کے حالات بیان کرتے وقت راوی یا روایت کی صحت وسقم کے حوالے سے تفصیل سے بحث کرتے ہیں اور نہ صرف تراجم راوی کے بیان کے وقت راوی پر عادل یا غیر عادل کا حکم لگاتے ہیں، بلکہ روایت پر بھی صحیح، ضعیف، غریب، مجہول، معروف، منکر، شاذ، منسوخ، ناسخ،
مضطرب، متفرد راوی اور وہمِ راوی کی بھی تصریح فرماتے ہیں۔ حدیث مرسل کا حکم بھی لگاتے ہیں اور فقہاء کے اختلاف کا بھی اس حیثیت سے ذکر کرتے ہیں کہ کن کے نزدیک حدیث کی مختلف اقسام کا کیا حکم ہے۔ اس بارے میں محدثین کے اقوال واختلاف کا تذکرہ بھی فرماتے ہیں اور علماء کے یا اپنے اقوال سے محاکمہ بھی فرماتے ہیں۔ اب زہر الربی کے اسلوبِ جرح وتعدیل کا تفصیل سے تذکرہ کیا جاتا ہے۔
علامہ سیوطیؒ علماء کے اقوال سے مسائل مستنبطہ کی وضاحت میں اقوال مختلفہ اور نسخ کی تردید کرتے ہیں اور راوی پر مجہول ہونے کا حکم بھی لگاتے ہیں۔ جیسا کہ کتاب الزکوۃ کے "باب فرض صدقة الفطر قبل نزول الزكوة "حدیث میں ہے:
عن قيس بن سعد بن عباده قال: كنا نصوم عاشورا و نؤدی زكوة الفطر فلما نزل رمضان و نزلت الزكاة لم نومر به ولم ننهىٰ عنه وكنا نفعله
قیس بن سعد بن عبادہ سے روایت ہے کہ ہم روزہ رکھتے تھے عاشوراء کا اور زکوٰۃ فطر ادا کرتے تھے، جب رمضان اور زکوٰۃ کی فرضیت ہوئی، تو ہمیں زکوٰۃ فطر کا حکم نہ دیا گیا، نہ اس سے روکا گیا اور ہم اس کو ادا کرتے۔

اس حدیث کی وضاحت میں امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ:

استدل به من قال وجوب الزكاة الفطر نسخ وهو ابراهيم بن علية وابوبكر بن كيسان الاصم و اشهب من المالكية وابن اللبان من الشافعية قال حافظ بن حجر و تعقب بان في اسناده راوياً مجهولاً فلا دليل فيهِ على النسخ ... لان نزول الفرض لا يو جب سقوط فرض آخر

کہ اس حدیث سے جن لوگوں نے زکوٰۃ فطر کے منسوخ ہونے پر دلیل پکڑی ان میں ابراہیم بن علیہ اور ابو بکر بن الاصم اور اشہب مالکی ہیں اور شافعیہ میں ابن لبان ہیں۔ ابن حجرؒ نے کہا اور اس حدیث کے راوی مجهول ہیں، پس یہ نسخ کی دلیل نہیں بن سکتی۔۔۔ اور یہ بھی کہ ایک فرض کے حکم کا نازل ہونا دوسرے حکم کے سقوط کو لازم نہیں کرتا۔ [9]

(یعنی اگر ایک حکم کی موجودگی میں دوسرا فرض ہوتا ہے تو اس سے یہ واجب نہیں ہوتا کہ پہلا اٹھ گیا اور یہ حدیث مجہول الراوی ہونے کی وجہ سے حدیث ناسخ نہیں بن سکتی لہٰذا صدقہ فطر منسوخ نہیں ہے)

مندرجہ بالا عبارت میں جن حضرات نے حکم کے منسوخ ہونے کو بیان کیا تھا علامہ سیوطیؒ نے علماء کے اقوال کی روشنی میں اس کی تردید فرمادی۔

۵۔ وہم راوی کی تصریح اور تفرد کی وضاحت:

"كتاب الكسوف والخسوف" کی حدیث میں وہمِ راوی اور تفرد کی تصریح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

عن عائشه ان رسول الله صلى في كسوف صفة زمزم اربع ركعات في اربع سجدات

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ بے شک آپ ﷺ نے چار سجدوں میں چار رکوع سے پڑھیں صفۃ زمزم میں یعنی صفۃ الزمزم جگہ میں جب تھے اس وقت کے کسوف میں آپ ﷺ نے چار چار سجدوں یعنی دو رکعات میں چار رکوع کیے۔

علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں: "عماد الدین بن کثیر کہتے ہیں، یہاں امام نسائیؒ، عبیدہ سے روایت کرنے میں متفرد ہیں، اس قول کے روایت کرنے میں یعنی "صفۃ زمزم" (کا لفظ) (یا) وہ وہم ہے (راوی کا) اور یہ متصل نہیں" [10]

مزید وضاحت میں رقم طراز ہیں کہ کسوف مدینہ میں ایک دفعہ اور شافعی احمد بخاری اور بیہقی اور ابن عبد البر نے روایت کیا اور اس صفۃ زمزم کی زیادتی کے ساتھ کہ ہو سکتا ہے کہ یہ عبدہ بن عبد الرحیم کا وہم ہو، پس مروزی جب دمشق سے مصر گئے تو نسائی نے ان سے سنا ہو اور ان کے ساتھ کتاب نہ ہو پس ان پر وہم ہو گیا ہو اور بخاری و

مسلم اور نسائی نے اس زیادتی کے بغیر اسی طریق سے حدیث ذکر کی سیوطی وہم راوی اور تفرد ہونے کی وضاحت مندرجہ بالا تشریح میں تفصیل سے کر رہے ہیں کہ "صفۃ زمزم" کا لفظ وہم راوی ہے۔

۶۔ حدیث پر اضطراب کا حکم لگانا :

اگر حدیث کے متن میں اضطراب ہو، تو اسکا بھی ذکر کرتے ہیں اور علماء کی رائے بھی پیش کرتے ہیں۔ کتاب الصلاۃ و کتاب الافتتاح کی حدیث جو اس باب میں ہے اس کی تفصیل ملاحظہ ہو، کی حدیث ہے:

عن ابی هريرة ان رسول ﷺ صلی یوماً فسلم فی رکعتين ثم انصرف ذوالشمالين فقال يا رسول الله انقصت الصلاة ام نسيت فقال لم تنقص الصلاة ولم انس قال بلی والذی بعثک بالحق قال رسول اصدق زواليدين قالوا نعم فصلی بالناس رکعتين

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک آپ ﷺ نے ایک دن نماز پڑھائی۔ آپ ﷺ نے دو رکعت پر سلام پھیر دیا پھر آپ ﷺ مڑے تو آپ ﷺ کو ذوالیدین نے پالیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول کیا نماز کم کردی گئی یا آپ بھول گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہ میں بھولا اور نہ کمی ہوئی ہے۔ اس نے کہا کہ کیوں نہیں اللہ کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق ساتھ بھیجا۔ آپ ﷺ نے کہا کیا ذوالیدین نے سچ کہا، لوگوں نے کہا "ہاں" پھر آپ ﷺ نے دو رکعت لوگوں کو پڑھائیں۔

اس حدیث کے متن میں ایک شخص ذوالیدین کا ذکر دو مرتبہ آیا ہے۔ ایک ذوالشمالین کے نام سے اور دوسری مرتبہ ذوالیدین کے نام سے۔ اس نام میں محدثین کا اختلاف ہے، یہ ایک ہی شخص کے نام ہیں، جیسا کہ امام نسائی وغیرہ اور دوسری رائے امام ابن عبد البر دیتے ہیں کہ اس حدیث میں ذوالیدین کے واقعہ اور نام میں شدید اضطراب ہے اور امام زہری ؒ اس واقعہ میں مضطرب ہیں اور اہل علم نے اس کو اضطراب کی وجہ سے ترک کیا، امام زہریؒ کے نزدیک بولنے والا ذوالشمالین نہیں ہے۔

مذکورہ بالا بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اس حدیث کے متن میں اختلاف پایا جاتا جو صحابی کے نام سے حوالہ سے ہے، جس میں محدثین کا اختلاف ہے، کہ ذوالیدین اور ذوالشمالین دو الگ الگ فرد ہیں یا ایک ہی ہیں، اس بارے میں ابن عبد البر کہتے ہیں، کہ امام زہریؒ نے کہا کہ ذوالیدین اور ذوالشمالین الگ الگ ہیں جبکہ امام نسائیؒ کے نزدیک دونوں ایک ہی فرد کے نام ہیں۔

"(فقال لہُ ذو الشمالین) کتاب السھو کی حدیث، حدیث ابی ھریرہ میں ذوالشمالین بن عمر کا ذکر ہے، اس کے

بارے میں سیوطی فرماتے ہیں کہ ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ زہری متکلم کے بارے کوئی متابع نہیں رکھتے کیونکہ ذوالشمالین بدر کے دن قتل کردیئے گئے تھے، جیساکہ ابواسحاق وغیرہ نے ذکر کیااور زہری اس حدیث میں شدید اضطراب کاشکار ہیں اور اہل علم کے نزدیک اس حدیث کو ترک کرناواجب ہے اور کسی نے اس حدیث کی تاویل نہیں کی۔"[11]

۷۔حدیث مرسل ہونے کی وضاحت:

صاحب شرح حدیث کے مرسل ہونے کی وضاحت میں یہ اسلوب اپناتے ہیں کہ اگر حدیث دوسرے طرق سے بھی ملتی ہو تو اسکی بھی وضاحت کرتے ہیں، جیسے یہ حدیث مرسل بھی مروی ہے،اس کے طرق آخر کی بھی تصریح فرمارہے ہیں۔ (باب ترک التوقیت فی الماء) کی حدیث ہے" عن انس ان اعرابیاً بال فی المسجد"اس حدیث کوابو موسی مدینی نے اپنی کتاب "کتاب الصحابہ"میں سلیمان بن یسار سے مرسل روایت کیا:روی ابی موسی المدینی فی کتاب الصحابه من مرسل سلیمان ابن یسار[12]

موسی المدینی نے اپنی کتاب الصحابہ میں مرسل روایت کیا سلیمان بن یسار کے طریق سے۔

۸۔حدیث پر ضعیف کا حکم لگانے میں اسلوب:

کتاب مناسک الحج کی حدیث "کیف یقبل" کے عنوان کے تحت رقم طراز ہیں، حدیث مندرجہ ذیل ہے:

عن حنظلة قال ابن عباس رایت عمر بن الخطاب قال انک حجر لا تضر ولاتنفع

حضرت حنظلہؓ سے روایت ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں میں نے عمر بن خطاب کو دیکھا،وہ کہہ رہے تھے تم پتھر ہو نہ نفع دے سکتے ہو نہ نقصان"

اس حدیث کے بارے میں سیوطی حکم لگاتے ہیں۔"سندہ ضعیف"کہ اس کی سند ضعیف ہے۔[13]

۹۔روایت حدیث میں تفرد کی وضاحت میں اسلوب:

راوی کے ترجمہ کرتے وقت راوی کی صحابیت کے بارے بھی بتاتے ہیں اور نام کی وضاحت بھی کرتے ہیں،اگر راوی حدیث میں متفرد ہو تب بھی ذکر کرتے ہیں:

عن قتاده عن ابی الملیح عن ابیه قال سمعت رسول الله یقول ان الله عزوجل لا یقبل صلوٰة بغیر طهور و لا صدقة

قتادہ ابی ملیح سے روایت کرتے ہیں،وہ اپنے بات سے کہتے ہیں،میں نے سنا اللہ کے رسول سے بے شک اللہ عزوجل نہیں قبول کریں گے،نماز بغیر طہارت کے اور نہ صدقہ"[14]

اس حدیث میں ابو ملیح کے والد کا نام مذکور نہیں۔ سیوطیؒ فرماتے ہیں "اسمه اسامه بن عمیر له صحبه ولم یرو عنه غیر ابنه ابو الملیح" کہ "اس کا نام اسمہ بن عمیر ہے اور وہ صحابی ہیں، اوران سے صرف ان کے بیٹے ابو ملیح روایت کرتے ہیں" مذکورہ وضاحت میں سیوطیؒ راوی نام کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے صحابی ہونے کی تصریح بھی فرماتے ہیں اور ان کی روایت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان کے بیٹے کے سوا کوئی ان سے حدیث کی روایت نہیں کرتا۔

۱۰۔ پیش رو شارحین کے قول سے متفق فیہ حدیث اور اجماع علماء کا بیان:

" کتاب ادب القضاة" کی حدیث "الا صابة فی الحکم" میں ہے:

عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ اذا حکم الحاکم فاجتهد فاصاب فلهُ اجران و اذا اجتهد فاخطاء فله اجر

حضرت ابی ھریرہ سے روایت ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب حاکم فیصلہ دے، اوراس میں کوشش کرے اور کامیاب ہو، تواس کے لئے دو اجر ہیں اور اگر وہ محنت کرے اور غلطی کرے فیصلہ دینے میں تو ایک اجر ہے۔

اسکی تشریح میں مصنف سیوطی فرماتے ہیں، کہ اس حدیث پر علماء کا اتفاق ہے اور یہ حدیث متفق فیہ ہے:

قال النووی قال العلماء اجمع المسلمون علی ان هذا الحدیث متفق فیه[15]

جلال الدین سیوطی حاشیہ میں علماء کا اجماع اور حدیث کی حیثیت واضح فرمارہے ہیں، کہ یہ متفق فیہ حدیث ہے۔

۱۱۔ تصحیف کی وضاحت میں اسلوب:

کتاب الصید والذبائح" کی حدیث میں لفظ" القاحة "ہے۔ قال عمرؓ من حاضرنا یوم القاحة۔۔۔ اس حدیث میں لفظ "القاحة "کی تشریح میں سیوطیؒ لکھتے ہیں:

القاحة بالقاف و حا مهملة۔۔۔ وصحف من رواهُ بالفا، موضع بین المکة والمدینة علی ثلاث مراحل منها . قاحۃ قاف اور حا مھملۃ کے ساتھ ہے اور جنہوں نے اس کو فاء سے لکھا تصحیف کا شکار ہیں۔(یعنی نقطوں کی غلطی کی ہے)اور یہ ایک جگہ ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے۔[16]

۱۲۔ مسئلہ کا استنباط اور مدرج الفاظ کی تصریح:

اگر حدیث سے کوئی مسئلہ مستنبط ہو تو اس کا بھی استنباط فرماتے ہیں اور الفاظ حدیث کی تحقیق جرح وتعدیل کے حوالے سے کرتے ہوئے مدرج المتن الفاظ کی نشاندہی بھی کرتے ہیں، جیسا کہ حدیث ہے:

حدثنی نافع عن ابن عمر ان رسول الله نہی عن الشغار والشغار ان یزوج الرجل الرجل ابنته علی ان یزوجه و لیس بینهما صداق

مجھ سے بیان کیا نافع وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں، کہ بے شک آپ ﷺ نے شغار سے منع کیا اور شغار یہ ہے، کہ آدمی دوسرے آدمی کی بیٹی سے اس پر شادی کرلے کہ وہ اسکو اپنی بیٹی دے گا اور ان کے درمیان مہر نہ ہو

سیوطی فرماتے ہیں کہ " والشغار ان یزوج الرجل الرجل ابنته علی ان یزوجه ولیس بینهما صداق)هذا التفسیر مدرج فی الحدیث من قول نافع"تک حدیث کے الفاظ نہیں ہیں، یہ الفاظ حضرت نافع کے ہیں اور آپ ﷺ کے نہیں ہیں، یہ تفسیر کے لئے درج کئے گئے ہیں۔[17]

"کتاب الضحایا" کی حدیث ہے:

عن ام سلمة عن النبی ﷺ قال من رای هلال ذی الحجة فارادا ان یضحی فلا یاخذ من شعرہٖ ولا من اظفارہ[18]

ام سلمہ سے روایت ہے جو آپ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، کہ جو ذی الحجہ کا چاند دیکھ لیں وہ ارادہ کرے کہ وہ قربانی کرے گا اسے چاہئے کہ اپنے ناخن اور بال مت کاٹے یہاں تک کہ قربانی کرلے۔

اس حدیث سے مسئلہ کا استنباط کرتے ہوئے کہتے ہیں، جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں ناخن کاٹنا اور بال منڈانا جائز نہیں۔

هذا النهی عند المجهور تزبیهٗ والحكمة منه ان یبقی كامل الاجزاء للعتق من النارللتشبیه بالمحرم

یہ جمہور کے نزدیک منع ہے اور نہی تنزیہی ہے (تحریمی نہیں کرتے) اور اس کی حکمت یہ ہے کہ تمام اجزاء جہنم سے بچیں تاکہ محرم سے مشابہت ہو جائے۔

گویا جلال دین سیوطی جمہور کے مذہب کے بیان کے ساتھ حکم مستنبط کی علت بھی بیان کرتے ہیں۔[19]

زہر الربی کے مطالعہ کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ مولانا جلال الدین سیوطی اپنی شرح میں جرح وتعدیل کے حوالے سے مختلف اسلوب اختیار کرتے ہیں، جیسے کہ راوی کے حالات و کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے جرح و تعدیل بھی پیش کرتے ہیں اور حدیث کی حیثیت واضح کرتے ہوئے اس پر حسن، صحیح اور ضعیف کا حکم بھی لگاتے ہیں اور متکلم فیہ راوی ہو تو اس کی بھی تصریح فرماتے ہیں۔

۱۳۔ زہر الربی اور حلِ مختلف الحدیث:

زہر الربی کے حلِ مختلف الحدیث کا مطالعہ کرنے سے جو امور سامنے آتے ہیں۔ان کی رو سے علامہ سیوطیؒ تطبیق بین الاحادیث کے لیے ناسخ و منسوخ، ترجیح، تطبیق بین الاحادیث اور تقدیم و تاخیر زمانی اور لفظی کے بیان سے مدد لیتے ہیں، اور رفع تعارض کرتے ہیں اس سلسلہ میں علامہ سیوطی نہ صرف اپنی تحقیق پر بھروسہ کرتے ہیں، بلکہ پیش رو شارحین کے اقوال و کتب سے بھی مواد لیتے ہیں۔ مختلف احادیث کو حل کرتے ہوئے جو اسلوب اپناتے ہیں، ان میں سے ایک ترجیح یعنی دو مختلف احادیث کے درمیان ترجیح کرتے ہیں جیسا کہ ان زیرِ نظر احادیث میں اسلوب اپناتے ہیں دوسری حدیث میں ہے:

عن انس قال كسرت الربيع ثنية جارية مظلبوا اليهم العفو فابو عليهم الارش[20]

حضرت انس سے روایت ہے کہتے کہ ربیع نے لونڈی کا دانت توڑ دیا پس انہوں نے معافی طلب کی پس ان لوگوں نے انکار کیا تو ان پر دیت پیش کی گئی۔

ان دو احادیث میں اختلاف ہے ایک حدیث میں ہے ربیع کی بہن ام حارثہ نے لونڈی کو زخمی کیا اور دوسری حدیث میں ہے کہ ربیع نے لونڈی کا دانت توڑ دیا ان احادیث کے تعارض میں علامہ سیوطیؒ یوں تطبیق کرتے ہیں کہ "قال نووی هما قضيتان" کہ وہ دو فیصلے تھے یا پھر ترجیح دیتے ہیں-قالو ا والمعروف الرواية الثانيه کہ معروف دوسری حدیث ہے ان دو احادیث میں علامہ صاحب تطبیق زمانی یعنی یہ دو واقعے تھے یا ترجیح بین الاحادیث کا اسلوب اپنا رہے ہیں۔

2۔اگر حدیث کے متن کے الفاظ میں تقدیم و تاخیر پائی جاتی ہو تو اسکی وضاحت سے بھی احادیث کے اختلاف کو دور کرتے ہیں، نسائی کی "كتاب الايمان و شرائع" کی روایت" باب نعت الاسلام" سے واضح ہوتا ہے:

حد ثنی عمر بن الخطاب قال بينما نحن عند رسول الله ذات يوم اذ طلع علينا رجل--- فاسند ركبتيه الى ركبتيه ووضع كفيه على فخذيه ثم قال يا محمد اخبرنى عن الاسلام قال ان تشهد --

مجھ سے بیان کیا عمر بن الخطاب رضی اللہ نے کہتے ہیں اس اثناء میں کہ ہم رسول اللہ کے پاس بیٹھے تھے ایک دن جب ایک آدمی آیا---پس اس نے اپنا گھٹنہ آپ ﷺ کے گھٹنہ کے پاس رکھا اور اپنی ہتھیلی اپنی ران پر رکھی پھر کہا اے محمد مجھے خبر دیں اسلام کے بارے میں تو آپؐ نے فرمایا کہ تو گواہی دے نہیں کوئی معبود مگر اللہ---

اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں بخاری کی روایت سے لفظی تقدیم وتاخیر پائی جاتی ہے۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ جبرائیل نے پہلے ایمان کے بارے میں سوال کیا اور پھر بعد میں اسلام کے بارے میں پھر احسان کے بارے میں۔

وقع فی البخاری تقدیم السوال عن الایمان وفی الاخریٰ الابتداء بالاسلام ثم بالایمان قال الحافظ ابن حجر ولا شک ان القصة واحدة اختلف الرواة تادیتها فالتقدیم والتاخیر وقع من الرواة[21]

بخاری کی روایت میں ہے کہ ایمان کے بارے میں پہلے سوال کیا پھر اسلام کے بارے میں حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ کوئی شک نہیں کہ قصہ ایک ہے اور راویوں کا اختلاف ہے ادائیگی میں پس تقدیم وتاخیر ہے راویوں کی طرف سے ہے۔ یعنی رواۃ کی ادائیگی کی وجہ سے حدیث کے الفاظ میں لفظی تقدیم وتاخیر ہے۔

3۔ مختلف الحدیث کے بیان میں تطبیق کے لیے حدیث ناسخ و منسوخ کے بیان سے بھی مدد لیتے ہیں اور علماء کے اقوال سے وضاحت مسئلہ بھی فرماتے ہیں جیسے" کتاب الجنائز" کی حدیث باب الامر بالقیام للجنازة"میں ہے"اذا مرت بکم جنازة فقوموا، فمن تبع فلا یقعد حتی توضع"کہ جب تمہارے پاس سے جنازہ گزرے تو کھڑے ہو جاؤ اور جب ساتھ چلو تو جب تک جنازہ رکھا نہ جائے نہ بیٹھو"اس کی وضاحت میں سیوطیؒ جو فرماتے ہیں اسکا خلاصہ منقول ہے:

کہ قاضی عیاض نے فرمایا کہ علماء کا اس میں اختلاف ہے۔ مالک، ابو حنیفہ اور شافعی کے نزدیک قیام منسوخ ہے اور ابن اسحاق، ما جشون المالکی کے نزدیک اختیار ہے اور قبر کے پاس کھڑے ہونے میں اختلاف ہے ایک صحابہ کی جماعت نے فرمایا کہ نہ بیٹھو یہاں تک کہ جنازہ رکھا جائے اور وہ کہتے ہیں منسوخ اس صورت میں ہے جب جنازہ پاس سے گزرے اور امام اوزاعی اور محمد بن حسن نووی کہتے ہیں، کہ ہمارے مذہب میں مشہور ہے کہ قیام مستحب نہیں ہے اور وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حدیث علی سے منسوخ ہے، اور ہمارے مذہب میں یہ حدیث منسوخ نہیں بلکہ استحباب پر محمول ہے اور قعود کا بیان جواز پر محمول ہے اور نسخ تب مانا جائے، جب جمع بین الاحادیث کرنا ناممکن ہو، لہذا دونوں وجوہات جائز ہیں۔

۱۴۔الفاظِ فقہ کی وضاحت میں اسلوب:

جلالہ کی تعریف:

اگر کہیں الفاظ کی وضاحت فقہی لحاظ سے مطلوب ہو تو وہ بھی کرتے ہیں، جیسے جلالہ کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ وہ جانور ہے جو گندگی کھاتا ہو۔" ھی التی تاکل العذرۃ"[22]

شغار کی تعریف:

شغار کی تعریف درجہ ذیل حدیث کے ضمن میں یوں کرتے ہیں:

حدثنی نافع عن ابن عمر ان رسول اللہ نہی عن الشغار والشغار ان یزوج الرجل الرجل ابنتہ علی ان یزوجہ ولیس بینھما صداق

مجھ سے نافع نے ابن عمر کے حوالے سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے شغار سے منع کیا اور شغار یہ ہے کہ کوئی اپنی بیٹی کا نکاح بغیر مہر کے کرے۔

شغار کی تشریح کرتے ہوئے علامہ سیوطی فرماتے ہیں" بکسر شین المعجمۃ واصلہ فی اللغۃ المرفع یقال شغر الکلب اذا رفع رجلہ یبول کانہ قال لا ترفع رجل بنتی حتیٰ رفع رجل بنتک" [23]سین کے کسرہ کے ساتھ اور اس کی اصل لغت میں ہے کہ کتے کا پیشاب کے لیے اپنی ٹانگ اٹھانا گویا کہ جب تک تم اپنی بیٹی نہیں دوگے میں اپنی بیٹی نہیں دونگا۔

۱۵۔ ناسخ و منسوخ کے حکم بیان کرنے میں اسلوب

جلال الدین سیوطیؒ احادیث کی تشریح میں حدیث کی حکمی حیثیت ناسخ و منسوخ کے حوالہ سے بھی بیان کرتے ہیں "کتاب الزینۃ" کی حدیث ہے:

عن اخت حذیفہ قالت خطبنا رسول اللہ فقال یا معشر النساء اما لکن فی الفضۃما تحلین اما انہ لیس منکن امراۃ تحلت زھباً تظھرہ الا عذبت بہٖ[24]

حذیفہ کی بہن سے روایت ہے کہتی ہیں کہ ہم سے آپ ﷺ نے خطاب کیا، پس آپ ﷺ نے کہا، کہ اے عورتوں کی جماعت بہر حال تم چاندی پہن سکتی ہو مگر جو سونا پہنے گی اسے عذاب دیا جائیگا۔

اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں" ھذا منسوخ بحدیث ان ھذین حرام علی ذکور امتی حل لاناثھا قال ابن شاھین فی ناسخہٖ ۔۔۔ ثم ابا حہ رسول اللہ للنساء دون الرجال ما کان علی انساء من الحظر مباحاً لھن نفسخت الا باحۃ الحظر ومکی النووی فی شرح المسلم: کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ میری امت کے مردوں پر یہ دونوں چیزیں حرام ہیں اور حلال ہے عورتوں کے لئے (سونا پہننا) اور ابن شاہین نے اس کا ذکر اپنی ناسخ میں کیا۔ (شروع میں یہ سب کے لئے حرام تھا) پھر

آپ ﷺ نے عورتوں کے لئے حلال کر دیا اور مردوں کے لئے نہیں پس عورتوں کے لئے حرمت اباحت سے بدل گئی یعنی پہلے سونا مردوں عورتوں کے لئے حرام تھا پھر صرف عورتوں کے لئے جائز رکھا گیا اور یہ حدیث منسوخ ہے۔

حاصل کلام:

خراسان کے علاقہ نساء میں پیدا ہونے والے عظیم محدث احمد بن شعیب النسائی (متوفی ۳۰۳ھ) نے حدیث کے موضوع پر ایک کتاب رقم فرمائی جو صحاح ستہ میں سے شمار ہوتی ہے، اس حدیث کی کتاب پر مختلف علماء نے حواشی لکھے ان میں سے امام سیوطیؒ (متوفی ۹۱۱ھ) کا بھی شمار ہوتا ہے، آپؒ نے امام نسائی کی حدیث پر لکھی جانے والی مایہ ناز کتاب سنن النسائی پر حاشیہ لکھا جو زہر الربی کے نام سے معروف ہے، یہ حاشیہ مدارس کے نصاب میں موجود بڑے سائز کی کتاب سنن النسائی کے متن کے ساتھ ساتھ ہی مطبوع ہے، درج بالا عنوان میں اس حاشیہ کے اسلوب و منہج کو زیر بحث لایا گیا ہے، جس میں امام سیوطیؒ نے سند میں موجود رواۃ پر مختلف انداز سے گفتگو فرمائی ہے، اگر کسی مقام پر تلفظ کی وضاحت کی ضرورت تھی تو راوی کا تلفظ واضح کیا ہے، اور اگر مبہم راوی کے تعارف کی ضرورت تھی تو اجمالی تعارف کروایا ہے، اور اگر راوی کے کردار پر بحث کی ضرورت تھی تو جرح وتعدیل کے اسلوب کو اپنایا ہے، اسی طرح اگر متن پر بحث کی ضرورت تھی تو اس پر بھی مختلف انداز سے لکھا ہے جیسے گرائمر کی رو سے الفاظ کی وضاحت، ناسخ و منسوخ کا مسئلہ، مدرج الفاظ اور مختلف الاحادیث وغیرہ پر علمی انداز سے حاشیہ لکھا ہے۔

حوالہ جات

[1] احمد بن محمد ابن خلکان (م 681ھ)، وفیات الاعیان (بیروت: دار صادر، 1398ھ)، 78/1۔
Ahmad Ibn Muhammad Ibn Khalqan (681 AH), Moartea lui Al-Ayyan (Beirut: Dar Saad, 1398 AH), 1/78.

[2] خیر الدین بن محمود الزرکلی، الدمشقی (م 1396ھ) الأعلام (دار العلم للملایین، 2002ء)، 302/3
Khair al-Din bin Mahmud al-Zarkali, al-Dumashqi (1396 AH) Al-Ilam (Dar al-Ilam pentru milioane, 2002), 3/302

[3] جلال الدین سیوطی، حاشیہ زہر الربی، شرح السنن نسائی (کراچی: قدیمی کتب خانہ آرام باغ، س،ن)، 2/ 333۔
Jalaluddin Suyuti, Hashiya Zahr al-Rabi, Sharh al-Sunan Nasa'i (Karachi: Old Library Aram Bagh, S, N), 2 / 333.

[4] جلال الدین سیوطی، حاشیہ زہر الربی، شرح السنن نسائی، 83/1۔
Jalal al-Din Suyuti, Hashiya Zahr al-Rabi, Sharh al-Sunan Nasa'i, 1/83.

[5] جلال الدین سیوطی، حاشیہ زہر الربی، شرح السنن نسائی، 83/1۔
Jalal al-Din Suyuti, Hashiya Zahr al-Rabi, Sharh al-Sunan Nasa'i, 1/83.

[6] ایضاً، 25/1۔

De asemenea, 1/25.

[7] صالح بن حامد بن سعید الرفاعی، عنایۃ العلماء بالاسناد وعلم الجرح والتعدیل (المدینہ المنورہ: مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف ، س ن)، 22۔

Saleh bin Hamid bin Saeed al-Rifa'i, Anayyat al-Ulama Bala Sanad wa Ilm al-Jarh wa Tadil (Al-Madinah al-Munawarah: Majma' al-Mulk Fahd pentru Litaba'at al-Musaf al-Sharif, 22 de ani).

[8] محمد بن حبان، کتاب المجروحین، تحقیق محمود بن ابراہیم زاید (بیروت: دارالمعرفہ، س ن)، 27/1۔

Muhammad Ibn Hibban, Kitab Al-Majruheen, cercetat de Mahmud Ibn Ibrahim Zayed (Beirut: Dar al-Marifah, anul 1), 1/27.

[9] سیوطی، زہر الربی حاشیہ السنن النسائی، 342/1۔

9 Suyuti, Zahr al-Rabi Hashiyyah al-Sunan al-Nasai, 1/342.

[10] ایضاً، 217/1۔

10 De asemenea, 1/217.

[11] سیوطی، زہر الربی حاشیہ السنن النسائی، 217/1۔

Suyuti, Zahr al-Rabi Hashiyyah al-Sunan al-Nasai, 1/217.

[12] ایضاً، 201/1۔

12 De asemenea, 1/201.

[13] ایضاً، 37/2۔

13 De asemenea, 2/37.

[14] سیوطی، زہر الربی حاشیہ السنن النسائی، 303/2۔

Suyuti, Zahr al-Rabi, Hashiyya al-Sunan al-Nasai, 2/303.

[15] ایضاً، 349/1۔

15 De asemenea, 1/349.

[16] سیوطی، زہر الربی حاشیہ السنن النسائی ، 199/2۔

16 Suyuti, Zahr al-Rabi Hashiyyah al-Sunan al-Nasai, 2/199.

[17] ایضاً، 85/2۔

17 De asemenea, 2/85.

[18] ایضاً، 201/2۔

18 De asemenea, 2/201.

[19] سیوطی، زہر الربی حاشیہ السنن النسائی، 201/2۔

Suyuti, Zahr al-Rabi Hashiyyah al-Sunan al-Nasai, 2/201.

[20] سیوطی، زہر الربی، 242/2۔

20 Suyuti, Zahar al-Rabi, 2/242.

[21] سیوطی، زہر الربی، ا264/2۔

21 Suyuti, Zahar al-Rabi, A2/264.

[22] سیوطی، زہر الربی، 2/ 209۔

22 Suyuti, Zahar al-Rabi, 2/209.

[23] سیوطی، زہر الربی ،2/ 209۔

Suyuti, Zahar al-Rabi, 2/209.

[24] ایضاً، 2/283۔

24 De asemenea, 2/283.